اشاعت خاص

Daily DIN

زکوۃ، خیرات، صدقات

چندہ خور تنظیموں کی برطانیہ میں یلغار

حکومتی اداروں کی خاموشی پاکستان کی رسوائی کا سبب بن رہی ہے

تحریر: سہیل احمد لون

ماہ رمضان میں زندگی گزارنے کا ڈھنگ بدل سا جاتا ہے۔ دن میں اجالا اور رات میں تاریکی تو رہتی ہے مگر اس میں سونے، جاگنے کا عمل یکسر بدل جاتا ہے۔ کھانے، پینے اور کام کرنے کے اوقات میں نمایاں فرق آ جاتا ہے۔ رمضان میں مساجد میں رونق دیکھ کر ایسا لگنا شروع ہو جاتا ہے کہ مساجد کی تعداد ضرورت سے زیادہ نہیں۔ شادی بیاہ کی تقریبات کم ہو جاتی ہیں مگر ان کی جگہ افطار

پارٹیاں لے لیتی ہیں۔ بازاروں میں عید کے لیے خصوصی خریداری کا رش دیکھنے میں آتا ہے۔ کچھ لوگوں کا کام رمضان سے متاثر بھی ہوتا ہے مگر بعض کاموں میں یہ عروج کا سیزن سمجھا جاتا ہے۔ رمضان میں جہاں نماز، قرآن پڑھنے پر بڑا زور دیا جاتا ہے وہاں خیرات، زکوۃ اور صدقات میں بھی لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے نظر آتے ہیں۔ خیرات، صدقات زکوۃ صرف اسلام میں ہی

ان میں مدرسے، ملاں، پیر، کھلاڑی، فنکار، گلوکار، شعراء، شاعرات، ادیب الغرض ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگ ملیں گے۔ دنیا میں چیرٹی اور انسانیت کی خدمت کے حوالے سے اپنی پہچان کروانے والے سب سے معتبر نام جناب عبدالستار ایدھی کا ہے۔ اگر ان کا حلیہ، رہن سہن، لباس، اور عاجزی دیکھی جائے تو اس بات کا جواب مل جاتا ہے کہ وہ دنیا کے چند خوش نصیب لوگوں میں سے ایک ہیں جن کو لوگ خود چندہ، عطیات، صدقات اور خیرات کی رقوم دیتے ہیں

۔ جبکہ باقی فلاحی اداروں کو چندہ مانگنا پڑتا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جناب عبدالستار ایدھی نے اپنے گھر سے اس کا آغاز کیا اور اپنی جمع پونجی اس کار خیر میں لگا دی۔ عمران خان عبدالستار ایدھی کے بعد دوسرے ایسے شخص ہیں جن کو پاکستان سمیت بیرون ممالک سے عطیات، چندہ، صدقات اور خیرات لوگ یقین سے دیتے ہیں کہ یہ مستحق افراد تک پہنچے گی۔ عمران خان کے رہن سہن میں وہ سادگی یا عاجزی کا عنصر

برطانیہ میں اندراج شدہ فلاحی اداروں کی تفصیل

1۔ عیسائیوں کے فلاحی اداروں کی تعداد.................15390

2۔ یہودیوں کے فلاحی اداروں کی تعداد.................1109

3۔ اسلامی فلاحی اداروں کی تعداد.................1073

4۔ بدھ مت فلاحی اداروں کی تعداد.................220

5۔ ہندو فلاحی اداروں کی تعداد.................185

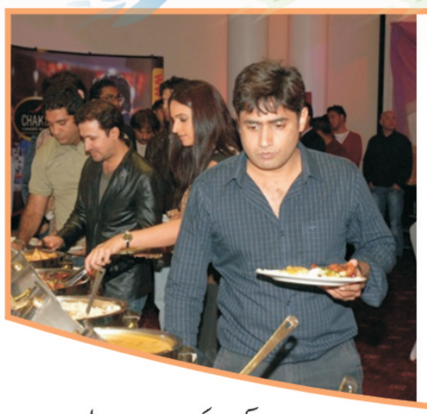

حسین اور کاشف عباسی نے پاکستان میں سیلاب کے دوران کوریج کے ساتھ سیلاب زندگان کے لیے فنڈ ریزنگ بھی کی۔ جس کے بعد طلعت حسین نے باقاعدہ سچ فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھ دی۔ اگر فنکار، گلوکار، کھلاڑی اور اینکر پرسن اٹھ کر فلاحی تنظیموں کے بیڑے کے ملاح بن سکتے ہیں تو ہمارے مذہبی رہنماؤں کو تو اس بات کا لائسنس حاصل ہے۔ جناب طاہر القادری کی منہاج فاؤنڈیشن بھی دنیا کے کافی ممالک میں اپنی خدمات انجام دیتی نظر آتی ہے۔ جماعت اسلامی تو اس کام میں سینئر ترین ہے، اگر سیاسی جماعتوں نے یہ کام کرنا ہے تو ایم کیو ایم کو اپنے حلقوں سے چندہ لینے سے کون روک سکتا ہے؟ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں چندہ لینے کے لیے بھی جدید سہولیات سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب کے بعد برطانیہ ایسا ملک ہے جہاں پر پاکستانی تارکین وطن کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اسی لیے یہاں پر فلاحی یا چندہ لینے والے ادارے بہت زیادہ ہیں۔ برطانیہ میں شاید ہی کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہے جب یہاں پر کوئی پاکستان سے فلاحی ادارے کا کوئی شخص چندہ اکٹھا کرنے نہ آتا ہو۔ گزشتہ چھ ماہ میں سچ فاؤنڈیشن کے لیے جناب طلعت حسین، سہارا ٹرسٹ کے لیے ابرار الحق، شوکت خانم ٹرسٹ کے لیے عمران خان، فرض فاؤنڈیشن کے تعارف کے لیے فرحت عباس شاہ کے علاوہ امجد سلام امجد اور پروفیسر محمد انور مسعود تو اپنی بیگمات کے ساتھ کسی فلاحی ادارے کے لیے چندہ اکٹھا کرنے آئے ان کے ساتھ ایک ڈاکٹر شکور صاحب بھی تھے۔ گروپ کی صورت میں سٹیج شوز پر تو فنکار آتے دیکھے تھے یا سرکاری ٹولہ شاہی امداد کے لیے مگر اتنی تعداد میں لوگ چندہ لیتے پہلے کبھی

کے علاوہ اب برطانیہ میں 11 ٹی وی چینلز ایسے ہیں جو مذہبی پروگرام کی نشریات کے حوالے سے مقبول ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر چینلز یا تو کسی فلاحی ادارے کی ملکیت ہیں یا پھر کسی چندے کی بنیادوں پر چلائے جا رہے ہیں۔ رمضان میں ان پر صدقات، زکوۃ، خیرات، اور امداد مانگنے کا عمل عروج پر ہو جاتا ہے۔ برطانیہ میں چندہ لینے کے لیے فلاحی اداروں کی رجسٹریشن بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ جس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے اس وقت برطانیہ میں رجسٹرڈ مسلم چیریٹیز کی تعداد 1073 ہے۔ جن میں اکثریت پاکستانیوں کی ہے۔ باقی بہت سی فلاحی تنظیمیں بغیر رجسٹریشن کے ہی اپنا کام چلا رہی ہیں۔

ہاؤس آف لارڈز میں پاکستانیوں کی ایک تقریب کے دوران لارڈ نذیر احمد نے بتایا کہ برطانیہ سے 60 ملین پاؤنڈز سالانہ عطیہ، امداد، فنڈز یا ڈونیشن کی صورت میں پاکستان بھیجا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آئے دن کسی قدرتی آفت کی زد میں بھی ہم ہوتے ہیں، اس وقت بھی بہت سا پیسہ عطیات کی صورت میں پاکستان بھیجا جاتا ہے۔ 2010ء کے سیلاب کے بعد بیرون ممالک سے پاکستان کی حکومت کو قدرتی آفات کے موقع پر امداد دینے میں لوگوں نے فراغ دلی کا مظاہرہ نہ کیا کیونکہ پاکستانی حکومت کرپشن کی وجہ سے اتنی بدنام ہو چکی ہے کہ لوگ ایدھی یا عمران خان کو چندہ تو دے دیتے ہیں مگر حکومت پر اعتبار نہیں کرتے۔ اس وقت برطانیہ میں بھی فلاحی ادارہ بنانے کا بنیادی مقصد ذاتی مفادات ہوتا جا رہا ہے۔ ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی فلاحی ادارہ موجود ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ فلاحی ادارے کا سربراہ کوئی کام دھندا نہیں کرتا جب ادارہ رجسٹر کرواتا ہے تو 2 کمروں کے چھوٹے سے فلیٹ میں رہائش پزیر ہوتا ہے۔ چار پانچ برس میں وہ اپنا مکان لے کر بیٹھا ہوتا ہے۔ ایسے ہی مساجد پر قابض چند لوگ کو خود مسجد کی کمیٹی کا رکن کہتے ہیں وہ بھی بس یہی کام کرتے ہیں۔ جیسے پاکستان میں سب سے زیادہ ایک ہی مسجد کا نام دیکھنے کو ملتا ہے یعنی ,,مسجد زیر تعمیر،، ایسے ہی برطانیہ میں بھی مساجد کے نام پر چندہ اکٹھا کر کے اپنی زندگی کے لوازمات پورے کرنے والے لوگ بھی ملتے ہیں۔ برطانوی حکومت نے مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتی اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے والے بھی بہت ہیں۔ برطانیہ میں فلاحی اداروں کو کافی سہولیات ملتی ہیں اور 20%Rebate کے لیے جعلی کاغذات بھی بنا لیے جاتے ہیں۔ یورپ سمیت برطانیہ میں حکومت فلاحی اداروں کو عطیات، چندہ دینے پر ٹیکس میں بھی خصوصی رعایت دیتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے لوگ فلاحی اداروں کو بلیک منی سے وائٹ منی بنانے کے لیے وسیلہ بناتے ہیں۔ پاکستان سے بھی لوگ اپنی فلاحی ادارے برطانیہ میں رجسٹر کروا رہے ہیں۔ جو شخص بھی فلاحی ادارے کی بنیاد رکھ کر چندہ مانگنا شروع کرتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ اس کا ادارہ بڑے شفاف انداز میں مستحق افراد تک ان کا حق پہنچاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسانیت کی خدمت جیسے نیک کام میں بھی فلاحی اداروں کے سربراہان کی آپس میں نہیں بنتی۔ ہر کوئی دوسرے کو چور ثابت کرنے کو شش کرتا ہے۔ کئی بار ٹی وی میں ان کو آمنے سامنے بٹھایا گیا تو عالم دین کی طرح یہ لوگ بھی کسی بات پر ایک دوسرے سے متفق نظر نہ آئے۔ برطانیہ میں اس وقت پاکستان اور کشمیر کے ہر شہر اور طبقے نے اپنی ایک چیریٹی بنا رکھی ہے۔ اگر کوئی سیاسی رو کر ہے تو اپنے نام کو کیش کروانے کے لیے چیریٹی جیسے سٹیٹس سمبل بن گیا ہو۔ برطانیہ میں رجسٹرڈ فلاحی ادارے اپنے نام سے ہی علاقوں، فرقوں، نسلوں، لسانیت بٹے

ہوئے نظر آتے ہیں۔ منہاج ویلفیر فاؤنڈیشن، منہاج القرآن انٹرنیشنل، دی احساس ٹرسٹ، ہیومینٹی فرسٹ، دی اسلامک سینٹر، مسلم

کچھ ان کی ویب سائٹ پر مل جاتا ہے۔ فلاحی ادارے کا سربراہ کیا کام کرتا ہے؟ اس کا ذریعہ معاش کیا ہے؟ اگر فلاحی ادارے سے ہی گزر بسر ہو رہا ہے تو اس کا حساب بھی دینا چاہئے

> لوگ اقبال کے اشعار پڑھ کر بھیک مانگتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ انہیں مرد مومن سمجھا جائے

مبارک مہینے میں ایسے لوگ پروگرام پیش کرتے نظر آتے ہیں جن کی شخصیت اور کردار عوام میں متنازعہ ہیں۔ آہستہ آہستہ چندہ بھی بھتہ مافیا کی طرح پھیلتا جا رہا ہے۔ پہلے تو ہم فرقوں، ذاتوں، رنگوں، نسلوں میں بٹے تھے۔ بچہ باشعور ہو کر یہ بات سمجھنے سے قاصر رہتا تھا کہ کون سی مسجد میں جا کر نماز پڑھے اب یہ بات بھی سوچنا پڑے گی کس کو چندہ دیا جائے؟ چندہ دیتے ہوئے فرقے، سیاسی پس منظر، رنگ نسل، قومیت،

سے مستحق پر خرچ کی جاتی تو متاثرین آج تک بے یار و مددگار نہ بیٹھے ہوتے۔ جرمنی عالمی جنگ کے بعد کھنڈرات بن گیا تھا مگر جرمن قوم نے اپنی مدد آپ کے تحت چالیس برس میں دنیا کی ان ممالک میں شامل ہو گیا جن کی معاشی حالی بہتر تھی۔ جاپان نے بھی خود انحصاری والے فارمولے پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں مضبوط معیشت والے ملکوں میں شامل ہو گیا۔ حالیہ سونامی میں انہوں نے کسی قسم کی بیرونی امداد لینے سے انکار کر دیا۔ ویسے بھی

> گزشتہ دس برس میں بہت سے افراد انسانیت کی خدمت کا علم تھامے چیرٹی کا کام کرتے نظر آئے

علاقہ، پسندیدہ شاعر، پسندیدہ ادیب یا پسندیدہ کھلاڑی کی بنیاد پر چندہ دیا جائے؟ دنیا میں سب سے زیادہ انسانی خدمت کا ادارہ اقوام متحدہ کا ہے کیا وہ منصفانہ کام کر رہا ہے؟ کیا ان کے کام کرنے کا انداز شفاف ہے؟ جس ادارے سے ان کا تعلق ہے دنیا کا معاشی نظام تباہ کرنے میں اقوام متحدہ کا اپنا کردار کیا ہے؟ قدرتی آفات پر تو کسی کا کوئی اختیار نہیں مگر جہاں پر اتحادی افواج دنیا کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے کوئی بھی بہانا بنا کر حملہ آور ہوتے ہیں پھر وہاں انسانی خدمت کے لیے اپنے کیمپ لگا لیتے ہیں۔ سب

لینے والے دینے والے سے بہتر نہیں ہو سکتے مگر پھر بھی 65 برس گزر جانے کے بعد بھی ہم آج تک امداد اور قرضوں کے بھنور سے باہر نہیں نکل سکے۔ جدید دور میں اب مانگنے کے طریقے بدلتے جا رہے ہیں اس میں اب معاشرے کے ہر طبقے کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ فلاحی اداروں کا تیزی سے بڑھتا ہوا رجحان کیا واقعی ہی انسانیت کی خدمت کرنا ہے یا یہ ایک مکروہ کاروبار ہے جسے ایک مافیا چلا رہی ہے۔ جو چندہ بھی مانگتے ہیں اور اس کے بل بوتے پر شاہانہ زندگی گزارنے کے

برطانیہ میں مذہبی بنیادوں پر چلنے والے ٹی وی چینلز کی تفصیل

نمبر شمار	چینل کا نام	نشریات کی زبان	تاریخ اجراء	قسم	نوٹ
1	ایم ٹی اے	اردو	جنوری 1994	احمدیہ	ساری دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے
2	ایم ٹی اے 2	اردو ۔ انگلش	اپریل 2004	احمدیہ	ساری دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے
3	اسلام ٹی وی	انگلش	دسمبر 2004	سنی ۔ اسلام	یورپ، یو کے میں دیکھا جا سکتا ہے
4	نور ٹی وی	اردو ۔ انگلش	اکتوبر 2006	سنی ۔ اسلام	یورپ، یو کے، افریقہ، وسط ایشیاء
5	پیس ٹی وی	انگلش	ستمبر 2007	سنی ۔ اسلام	جناب ذاکر نائیک صاحب کی ملکیت
6	پیس ٹی وی	اردو	جولائی 2009	سنی ۔ اسلام	جناب ذاکر نائیک صاحب کی ملکیت
7	اقراء ٹی وی	اردو ۔ انگلش	اپریل 2009	سنی ۔ اسلام	الخیر فاؤنڈیشن یو کے کی ملکیت
8	ہدایت ٹی وی	اردو ۔ انگلش	فروری 2009	شیعہ ۔ اسلام	یو کے میں پہلا شیعہ اسلام چینل
9	اہل بیت ٹی وی	اردو ۔ فارسی	ستمبر 2009	شیعہ ۔ اسلام	یو کے میں دوسرا شیعہ اسلام چینل
10	امہ چینل	اردو ۔ انگلش	نومبر 2009	سنی ۔ اسلام	اسلامی انٹرٹینمنٹ اسلامی تعلیمات
11	تکبیر چینل	اردو	فروری 2010	سنی ۔ اسلام	سلطان باہو ٹرسٹ، یو۔ کے
12	محمدیہ ٹی وی	اردو ۔ انگلش	اجراء کے مراحل میں	سنی ۔ اسلام	فلاحی ادارے کے زیر سایہ
13	الحراء ٹی وی	اردو ۔ انگلش	اجراء کے مراحل میں	سنی ۔ اسلام	فلاحی ادارے کے زیر سایہ
14	ناشید ٹی وی	اردو ۔ انگلش	اجراء کے مراحل میں	سنی ۔ اسلام	فلاحی ادارے کے زیر سایہ

نہیں بلکہ دنیا کا ہر مذہب اس پر یقین رکھتا ہے۔ بس ہر مذہب میں اس کا نام علیحدہ ہے۔ انسانیت کی خدمت کرنے کے لیے دنیا میں بہت سی چیریٹی آرگنائیزیشن، این جی اوز وغیرہ کام کر رہی ہیں۔ اس میں اقوام متحدہ کا نام سب سے قابل ذکر ہے۔ ہر دور میں انسانیت کی بے لوث خدمت کرنے والے لوگ اس دنیا میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ حاتم طائی کا نام لیتے ہی ذہن میں ایک ایسے شخص کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے جو اللہ کا دیا ہوا اللہ کی مخلوق پر کھلے دل سے خرچ کرتا تھا۔ کرسمس کے دنوں میں آج بھی لوگ سانتا کلاز کا روپ دھار کر بچوں میں تحفے تقسیم کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ رمضان میں چندہ، زکوۃ، خیرات، صدقات لینے والی تنظیمیں بہت زیادہ متحرک نظر آتی ہیں۔ کسی زمانے میں پاکستان میں چند ایسی تنظیمیں تھیں مگر اب ہر محلے میں کوئی نہ کوئی چیرٹی تنظیم دکھائی دیتی ہے۔ دین اسلام میں اگر 72 فرقوں کی پیش گوئی نہ ہوتی تو آج وہ بھی سینکڑوں ہو جاتے تھے۔ کیونکہ چیریٹی تنظیموں کے بارے میں کوئی پیش گوئی نہ کی گئی لہذا یہ برائی کی طرح تیزی سے پھیلتی جا رہی ہیں۔ اس کا دائرہ کار پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے باقی ممالک میں بھی روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ بدقسمتی سے انسانیت کی خدمت کے نام پر یہ ایسا منافع بخش کاروبار بنتا جا رہا ہے جس میں منافع تو ہے مگر نقصان نہیں۔ انسان کوئی بھی کام کرے اس میں کبھی نہ کبھی زوال یا ریٹائرمنٹ کا دن آ ہی جاتا ہے۔ پھر اس کی کمائی، شہرت، عزت اور طاقت کا گراف بھی کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ گزشتہ دس برس میں بہت سے افراد انسانیت کی خدمت کا علم ہاتھ میں تھام کر چیرٹی کا کام کرتے نظر آئے۔

نہیں جو عبدالستار ایدھی میں ہے مگر شوکت خانم ٹرسٹ ہسپتال بنانے کا جنون لوگوں کو متاثر کر گیا۔ اب کچھ ایسا لگ رہا ہے جیسے لوگ پہلے کام کر کے اپنا نام بنا لیتے ہیں پھر اس نام کے بل بوتے پر فلاحی ادارے کھول کر انسانیت کی خدمت کرنے کے خواہش مند بن جاتے ہیں۔ ابرار الحق نے بھی ایک فلاحی ادارہ بنا لیا، چندہ مہم شروع کی نارووال میں ہسپتال بنا لیا، اب وہ جہاں بھی جاتے ہیں سیاست، موسیقی اور چندہ ساتھ ساتھ چل رہا ہوتا ہے۔ شہزاد رائے بھی فلاحی کام کے لیے فنڈ ریزنگ کرتے نظر آتے ہیں ان کا ٹارگٹ

> برطانیہ میں شاید ہی کوئی مہینہ ایسا گزرتا ہو جب پاکستان سے فلاحی ادارے کا کوئی شخص چندہ اکٹھا کرنے نہ آتا ہو

ایجوکیشن ہے۔ جواد احمد بھی اپنے طور فلاحی کاموں میں سرگرم ہیں۔ وسیم اکرم ذیابیطس کے لیے چندہ لیتے مختلف مقامات پر دکھائی دیتے ہیں۔ جنید جمشید نے تو اس کام کے لیے اپنا آپ ہی وقف کر دیا۔ جناب فرحت عباس شاہ بھی فرض فاؤنڈیشن کے سی او ہیں گزشتہ دنوں وہ برطانیہ کے دورے پر آئے تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنے تمام اثاثے بیچ کر اس کام میں لگا کر فرض فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی جس کا مقصد لوگوں کو منگتا بنانا نہیں بلکہ مائکرو فنانس کے ذریعے انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے۔ امجد اسلام امجد، پروفیسر محمد انور مسعود صاحب بھی انسانیت کی خدمت کے لیے میدان میں نکل آئے ہیں۔ میڈیا کا دور ہے تو بھلا اس کام میں میڈیا خاص طور پر آج کے ہیرو کا درجہ رکھنے والے اینکرز صاحبان بھی فلاحی تنظیموں کی نمائندگی کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ طلعت

برطانیہ میں نظر نہیں آئے۔ برطانیہ میں اس وقت 9 ٹی وی چینلز ایسے ہیں جہاں اردو میں خبروں اور انٹرٹینمنٹ کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ چند آن لائن چینلز بھی ہیں۔ ان میں زیادہ تر نجی ٹی وی چینلز ہیں جن میں سیکنڈ کے حساب سے کسٹمرز کو چارج کیا جاتا ہے۔ اکثر ان چینلز پر چندہ لینے کے لیے بھی فلاحی اداروں کے نمائندگان گھنٹوں بیٹھ کر اپیل کرتے ہیں۔ ان میں کھلاڑی، گلوکار، فنکار، شاعر، ادیب، مذہبی رہنماء سمیت تمام لوگ شامل ہیں۔ چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے مگر اس کا حساب کسی کو نہیں دیا جاتا۔ عام تاثر یہ ہے کہ ٹی وی چینلز کے مالکان اور فلاحی ادارے کا نمائندہ اس میں سے 80% آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں باقی 20% کا بھی یہ نہیں پتہ چلتا کہ واقعی ہی مستحق تک پہنچی ہے یا ......انا ونڈے شیرینی مڑ مڑ اپنے آں نوں......! ان چینلز

ہینڈز، اسلامک ریلیف یو کے، جھوک ایڈ پروجیکٹ، مسلم ایڈ، پاکستان ویلفیئر آرگنائیزیشن، پاکستان اینڈ کشمیر ویلفیئر ایسوسی ایشن لمیٹیڈ، پاکستان ایسوسی ایشن فار ڈس ایبلز، گو فنڈز، تھرڈ ورلڈ سولی ڈیریٹیز، مسلم گلوبل ریلیف، اسلامک کیئر، اسلامک ایڈ، مسلم ایڈ، مسلم کیئر، شوکت خانم ٹرسٹ، ایدھی ٹرسٹ انٹرنیشنل، حنفیہ غوثیہ، جماعت اہلحدیث، ابو حنفیہ فاؤنڈیشن......وغیرہ کی تعداد میں ہزار سے بھی زائد فلاحی ادارے ہیں۔ ان میں سے اکثریت کی کوئی ویب سائٹ نہیں اگر ویب سائٹ ہے تو اس میں یہ نہیں ظاہر نہیں کیا جاتا کہ فلاحی ادارے نے کتنا فنڈ کہاں سے اکٹھا کیا اور کہاں لگایا......؟ شوکت خانم ٹرسٹ، ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل کی طرح بہت کم ایسے ادارے ہیں جہاں سب

کیونکہ چندہ لیتے وقت ایسا تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ یہ کام فی سبیل للہ صرف انسانیت کی خدمت کے لیے کر رہے ہیں۔ فلاحی اداروں کے اب اخبارات میں تشہیر، ٹی وی اور ریڈیو پر خصوصی ٹرانسمیشنز ایک کاروبار بنتا جا رہا ہے۔ برطانیہ میں اب مذہبی ٹی وی چینلز لانچ کرنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ ہر شہر میں لوکل ریڈیو بھی ہیں جہاں پر خاص طور پر رمضان میں چندہ مہم میں کافی فعال ہو جاتے ہیں۔ انسانیت کی خدمت سے بڑھ کر کوئی نیک کام کیا ہو گا مگر جب اس میں بھی دنیا داری، بے ایمانی اور کاروباری نظریات شامل ہو جائیں تو حقیقی کام کرنے والوں لوگوں کا اعتبار حاصل کرنے میں دشواری کا سامنا ہو گا۔ انفرامیشن ٹیکنالوجی کے دور میں میڈیا سب سے بڑا ہتھیار ہے مگر تعجب ہے اس پر بھی رمضان جیسے

سے بڑا فلاحی کام تو یہ ہے کہ دنیا میں پیسے کی تقسیم مساویانہ اور منصفانہ ہو۔ کسی کو مچھلی دینے کی بجائے اگر کانٹے کا انتظام کر کے دیا جائے تو وہ خود مچھلی پکڑنے کا قابل ہو کر کسی کو مچھلی پکڑ کر کھلانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ ملکی سالمیت اور خود مختاری کی بات اس وقت تک نہیں کی جا سکتی جب تک ہم امداد اور بیرونی قرضہ جات سے جان نہ چھڑا لیں۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب ہم فقیروں میں خود کفیل ہو جائیں گیا اور خیرات دینے والوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ ویسے بھی عام فقیروں سے کیا شکوہ جب ملک کے سربراہان ہی کشکول ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ الیکشن میں ووٹ مانگنے سے ان کی شرم ایسی اترتی ہے کہ ان کو امداد، قرض مانگتے ہوئے ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ خیرات، زکوۃ، عطیات اور صدقات دیتے وقت اس بات کا اطمینان کر لینا بھی فرض ہوتا ہے کہ وہ صحیح بندے کو دی جا رہی ہے۔ فلاحی اداروں کا چیک اینڈ بیلنس مانیٹر ہونا چاہیے۔ سیلاب، زلزلے اور دیگر قدرتی آفات میں ملنے والی امداد اگر صحیح اور دیانتداری

علاوہ ملکی سیاست میں بھی سرگرم نظر آتے ہیں۔ اب سیاست اور فلاحی کام اکھٹے کرنے سے انسان ویسے ہی مشکوک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جن کا نظام درست کرنے کا دعوی ہو وہ بھیک نہیں مانگتے اور بھیک مانگنے والے کبھی بھی کسی نظام کی درستگی کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے کیونکہ جو شخص اپنے زندہ رہنے کے اسباب لوگوں سے مانگتا ہے وہ انسانوں کے کسی بڑے گروہ کی قیادت کرنے کے اہل کیسے ہو سکتا ہے۔ مانگنے کی عادت دراصل فلسفہ خودی کے خلاف ہے لیکن یہاں لوگ اقبال کے اشعار پڑھ کر بھیک مانگتے ہیں اور پسند کرتے ہیں کہ انہیں مرد مومن سمجھا جائے۔ ریاست پاکستان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسی تمام تنظیموں کے حساب کتاب کی پڑتال کر کے جعلی تنظیموں پر پابندی عائد کرے کیونکہ یہ رسوائی کا باعث تو بن ہی رہی ہیں دہشتگردی کیلئے بڑا روپیہ بھی انہیں تنظیموں کے ذریعے برطانیہ پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔

> برطانیہ سے 60 ملین پاؤنڈز سالانہ عطیہ، امداد، فنڈ زیا ڈونیشن کی صورت میں پاکستان بھیجا جاتا ہے

Designed by: Awais Saeed